مزارعت کی شرعی حیثیت

محمد طاسین

جواز مزارعت سے متعلق صحیح البخاری کے ترجمۃ الباب میں ذکر کردہ آثار پر بحث کے بعد اب کچھ دوسرے آثار ملاحظہ فرمائیے جن کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ذکر کیا ہے اور جن سے جواز مزارعت کے سلسلے میں مدد لی جاتی ہے :

عن الحجاج بن ارطاة عن ابی جعفر محمد بن علی انه كان ابوبكر يعطی الارض علی الشطر، ص ۲۶۳ - ج ۲	حجاج بن ارطاۃ نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر نصف پیداوار پر زمین دیا کرتے تھے۔
عن الحجاج بن ارطاة اخبرهم عن عثمان بن عبدالله بن موهب انه كان حذيفة بن اليمان يكری ارضه علی الثلث والربع، ص ۲۶۲ - ج ۲	حجاج بن ارطاۃ نے روایت کیا اور بتلایا ان کو عثمان بن عبداللہ سے نقل کرتے ہوئے کہ حذیفہ بن الیمان اپنی زمین تہائی اور چوتھائی پیداوار کے بدلے کرایہ پر دیتے تھے۔

لیکن یہ دونوں اثر سند کے لحاظ سے ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں کیونکہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ جو راوی ہیں ان کے متعلق تہذیب التہذیب میں لکھا ہے:

قال الساجی كان الحجاج بن ارطاة	حجاج بن ارطاۃ کے بارے میں الساجی

مدلسا صدوقا سیئی الحفظ، لیس بحجة   نے کہا کہ وہ مدلس، صدوق اور
فی الفروع والاحکام وقال السجزی عن   حجاج حافظہ کے تھے، فروع اور احکام
الحاکم لا یحتج بہ و کذا قال الدارقطنی   میں وہ قابل حجت نہیں، السجزی
ص ۱۹۸ ج ۲ تہذیب التہذیب۔   (د) نے حاکم سے نقل کیا کہ حجاج
ناقابل احتجاج ہے دارقطنی نے بھی
یہی کہا ہے، کہ اس کی روایت
قابل احتجاج نہیں ہے۔

چونکہ مذکورہ آثار فروع و احکام سے متعلق ہیں لہذا ان کو جواز مزارعت کے لئے حجت نہیں مانا جاسکتا۔ طحاوی کا تیسرا اثر یہ ہے:

حد ثنا ابو بکرة قال حدثنا ابراهیم   ہم سے حدیث بیان کی ابوبکرہ نے،
بن بشار قال حدثنا سفیان عن عمرو بن   ابو بکرہ سے ابراہیم بن بشار نے،
دینار عن طاؤس ان معاذا قدم الی الیمن   ابراہیم سے سفیان نے، سفیان سے
وهم یخابرون فاقرهم علی ذالک   عمرو بن دینار نے اور ان سے طاؤس
نے کہ حضرت معاذ جب یمن آئے
تو وہاں کے لوگ مخابرہ پر زمین
لیتے دیتے تھے معاذ نے ان کو اسی
پر برقرار رکھا اور منع نہیں کیا۔

یہ اثر بھی سنداً کے اعتبار سے ضعیف اور ناقابل اعتماد ہے اس کی سند میں ابراہیم بن بشار جو راوی ہے اس پر علماء جرح و تعدیل نے جو جرح کی ہے اس کو علامہ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بایں الفاظ نقل کیا ہے:

قال ابن معین عن ابراهیم بن بشار   یحیی بن معین نے کہا ابراہیم بن
لیس بشئی لم یکن یکتب عند سفیان   بشار کچھ شے نہیں وہ سفیان کے پاس
و کان یملی علی الناس ما لم یقله سفیان   پڑھتے وقت حدیثیں لکھتا نہیں تھا

و قال النسائي ليس بالقوي،
ص ١١٠ - ج ١ - تهذيب التهذيب -

اور پھر لوگوں کے سامنے سفیان کی طرف سے ایسی حدیثیں بیان کرتا تھا جو سفیان نے اس سے بیان نہیں کی ہوتی تھیں، اور نسائی نے کہا وہ قوی نہیں،

بہر حال ابراہیم بن بشار، سفیان بن عیینہ سے جو احادیث روایت کرتا ہے ان کے متعلق متعدد محدثین نے بے اعتمادی کا اظہار کیا ہے اسماء الرجال کی کتابوں میں اس کی تفصیل ہے، اور چونکہ مذکورہ اثر بھی اس نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے لہذا ناقابل اعتماد ہے:

طحاوی کا چوتھا اثر جو جواز مزارعت کے باب میں ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ کہ:

حدثنا محمد بن عمرو بن يونس قال حدثني اسباط بن محمد الكوفي عن كليب بن وائل قال قلت لا بن عمر اتاني رجل له ارض وماء وليس له بذر ولا بقر اخذت ارضه بالنصف فزرعتها ببذري و بقري فناصفته فقال حسن،
ص ٢٦٢ - ج ٢

ہم سے حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی اسباط بن محمد کوفی نے کلیب بن وائل سے، اس نے کہا: میں نے ابن عمر سے عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس آیا جس کے پاس زمین مع پانی کے تھی لیکن بیج اور بیل نہیں تھے، میں نے اس سے زمین نصف پیداوار پر لے لی اور اس کو کاشت کیا اپنے بیج اور بیلوں سے پھر پیداوار آدھی آدھی بانٹ لی، تو ابن عمر نے فرمایا اچھا ہے۔

لیکن یہ اثر بھی اسناد کے لحاظ سے ضعیف ہے اس میں دو راوی ایسے

ھیں جن پر علمائے حدیث و اسماء رجال نے جرح کی اور ان کو غیر ثقہ بتلایا ھے اول محمد بن عمرو بن یونس اور دوم اسباط بن محمد الکوفی، اول الذکر کے متعلق علامہ ذھبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ھے :

قال العقیلی کان محمد بن عمرو بن یونس بمصر یذھب الی الرفض وحدث مناکیر، ص ۱۱۵ - ج ۳	امام عقیلی نے کہا محمد بن عمرو بن یونس مصر میں تھا اور اس نے رافضی و شیعہ مذھب اختیار کر رکھا تھا اور اس نے منکر احادیث بیان کیں ۔

اور ثانی الذکر کے متعلق حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا ھے : والکوفیون یضعفونه، علمائے کوفہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ھے، اور عقیلی نے اس کے متعلق کہا ھے : ربما یھم فی الشئی، بعض دفعہ یا بسا اوقات وہ ایک شے کے متعلق وھم میں پڑجاتا ھے، غرضیکہ مذکورہ دو مجروح راویوں کی وجہ سے زیر بحث اثر ضعیف اور ناقابل استدلال ھے ۔

یہاں تک جو آثار صحابہ رض و تابعین رح کے پیش کئے گئے یہ وہ تھے جن کو جواز مزارعت میں پیش کیا جاتا ھے ان آثار پر بحث سے یہ اچھی طرح واضح ھوگیا کہ ان میں سے کچھ تو اپنے ضعف کی وجہ سے اس قابل ھی نہیں کہ ان سے استدلال و احتجاج کیا جاسکے اور کچھ ایسے ھیں جن کا مسئلہ زیر بحث، مزارعت سے تعلق نہیں بلکہ دوسرے معاملات سے متعلق ھیں، اب میں کچھ وہ آثار نقل کرتا ھوں جن سے مزارعت کا عدم جواز ظاھر ھوتا ھے، حضرت عبداللہ بن عمر کا اثر پیچھے گزر چکا ھے جس کا مضمون یہ ھے کہ ھم مخابرت کیا کرتے تھے لیکن جب رافع بن خدیج سے ممانعت کی حدیث سنی تو ھم نے اس کو ترک کردیا، یہ اثر اسناد کے لحاظ سے نہایت قوی ھے یہی وجہ ھے کہ صحیح المسلم وغیرہ میں اس کو ذکر کیا گیا ھے اس کے مقابلہ میں وہ اثر کمزور ھے جس کو حافظ عبدالرزاق نے مصنف میں بیان کیا ھے وہ یہ کہ :

قال عبدالرزاق اخبرنا الثوری عن منصور عن مجاھد قال کان ابن عمر یعطی ارضه بالثلث۔

کہا عبدالرزاق نے خبر دی ھم کو ثوری نے اور ثوری کو منصور نے اور منصور کو مجاھد نے که ابن عمر اپنی زمین تہائی پر دیتے تھے۔

علامه ابوبکر الحازمی نے عبداللہ بن عمر کو ان حضرات صحابه میں ذکر کیا ھے جو مزارعت کو ممنوع اور ناجائز سمجھتے تھے، اسی طرح اس اثر کے راوی حضرت مجاھد کے متعلق طحاوی میں وہ روایت موجود ھے جس سے معلوم ھوتا ھے که وہ مزارعت کو ناجائز کہتے تھے چنانچه یہی وجه ھے که علامه عینی وغیرہ نے مجاھد کو ان حضرات میں شمار کیا ھے جن کے نزدیک مزارعت ممنوع تھی لہذا مذکورہ اثر بے اعتبار ھو جاتا ھے۔

دوسرا اثر عبداللہ بن عباس کا لیجئے جس کو حافظ طبرانی نے ذکر کیا ھے اس سے بھی صاف معلوم ھوتا ھے که مزارعت کو وہ ممنوع سمجھتے اور اس سے روکتے تھے، وہ اثر یه که:

عن ابن عباس اذا اراد احدکم ان یعطی اخاہ ارضا فلیمنحها ایاہ ولا یعطه بالثلث و الربع، بحواله کنزالعمال

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ھے که جب تم میں سے کوئی اپنی زمین اپنے بھائی کو کاشت کے لئے دینا چاھے تو مفت دے تہائی چوتھائی پر نه دے۔

حضرات تابعین کے آثار جو امام طحاوی نے ذکر کئے ھیں ذیل میں ملاحظه فرمائیے:

عن حماد انه قال سألت سعید بن المسیب و سعید بن جبیر و سالم بن عبداللہ و مجاھدا عن کراء الارض بالثلث

حماد سے روایت ھے که اس نے کہا که میں نے پوچھا سعید بن المسیب سے اور سعید بن جبیر سے اور سالم بن

و الربع فكرهوه، ص ٢٦٢ - ج ٢

عبداللہ سے اور مجاہد سے تہائی اور چوتھائی پر کراء الارض کے متعلق تو سب نے اس کو ناجائز بتلایا۔

عن منصور قال كان ابراهيم يكره كراء الأرض بالثلث و الربع ص ٢٦٢ - ج ٢

منصور سے روایت ہے کہا کہ ابراهیم نخعی تہائی اور چوتھائی پیداوار کے بدلے کراء الارض یعنی مزارعت کو ناجائز سمجھتے تھے۔

عن حماد بن سلمة عن قتادة عن الحسن مثله ص ٢٦٢ - ج ٢

حماد بن سلمہ نے قتادہ سے روایت کیا کہ حسن بصری تہائی و چوتھائی پر کراء الارض کو ممنوع سمجھتے تھے۔

عن قيس بن سعد اخبرهم عن عطاء مثله ص ٢٦٢ - ج ٢

قیس بن سعد نے عطاء کے متعلق ان کو بتلایا کہ وہ تہائی و چوتھائی پر زمین دینے کو ناجائز گردانتے تھے۔

عن يونس بن عبيد عن الحسن انه كان يكره ان يكرى الرجل الارض من اخيه بالثلث و الربع، ص ٢٦٢ - ج ٢

یونس ابن عبید نے روایت کیا حسن بصری کے متعلق کہ وہ اس کو ناجائز سمجھتے تھے کہ ایک شخص اپنے بھائی سے زمین تہائی و چوتھائی کے بدلے کرایہ پر لے۔

دو اور اثر جن کو علامہ ابن حزم نے مصنف ابن ابی شیبہ سے المحلی میں نقل کیا ہے یہ ہیں

حدثنا الاوزاعي قال كان عطاء و مكحول و مجاهد و الحسن البصري يقولون:

اوزاعی [illegible] کہ عطاء، مکحول، مجاہد اور حسن بصری کہتے

لا تصلح الارض البيضاء بالدراهم ولا بالدنانير ولا معاملة الا ان يزرع الرجل ارضه او يمنحها ۔

خالی زمین کو کاشت کے لئے دینا درست نہیں نہ دراہم و دنانیر یعنی نقدی کے عوض اور نہ کسی دوسرے معاملہ سے مگر یہ کہ ایک شخص اپنی زمین کو خود کاشت کرے، یا دوسرے کو بلامعاوضہ دے دے۔

حدثنا ابو اسحاق السبیعی عن الشعبی عن مسروق انه كان يكره الزرع، قال الشعبی: فذلك الذی منعنی ولقد كنت من اكثر اهل السواد ضيعة۔

ہم سے بیان کیا ابو اسحاق نے شعبی سے روایت کرتے ہوئے کہ شعبی نے مسروق کے متعلق کہا کہ وہ مزارعت کو ناجائز سمجھتے تھے، اور پھر شعبی نے کہا یہی چیز ہے جس نے مجھے مزارعت سے منع کردیا حالانکہ میں اہل سواد میں سب سے زیادہ زرعی جائیداد والا تھا۔

ان مذکورہ بالا آثار سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اکابر تابعین میں سے سعید بن المسیب، سعید بن جبیر، سالم بن عبداللہ، مجاہد، ابراہیم نخعی، حسن بصری، عطاء، مکحول اور شعبی مزارعت کو ممنوع و ناجائز سمجھتے اور کہتے تھے، علامہ عینی نے کچھ دوسرے آثار کے پیش نظر محمد بن سیرین اور قاسم بن محمد کو بھی ان حضرات میں شامل کیا ہے جن کے نزدیک مزارعت جائز نہ تھی اور وہ اس سے روکتے تھے، اور پھر جلیل القدر تابعین کی اتنی بڑی تعداد کا مزارعت کو ناجائز قرار دینا اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حضرات ان احادیث نبویہ کو صحیح اور قابل اعتماد مانتے تھے جو نہی مزارعت کے متعلق ان کو پہنچی تھیں۔ اس میں ان لوگوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے جو مخالفت مزارعت

کی احادیث کو من مانی اور لایعنی تاویلات سے رد کردیتے ہیں ۔

مزارعت اور ائمه اربعه :

مزارعت اور آثار صحابه و تابعین کے بعد اب ہمارے سامنے بحث و تحقیق کا جو مرحله ہے وہ یه که ہم یه دیکھیں که مزارعت کے بارے میں ان چار ائمه مجتہدین کی کیا رائے ہے جن کے غیر معمولی علم و فضل، فہم و تفقه اور ورع و تقوی پر امت مسلمه کی عظیم اکثریت نے اعتماد کا اظہار کیا اور ان کو پیشوا اور امام تسلیم کیا اور ان کی طرف منسوب اہلسنت و الجماعة کے چار فقہی مذاہب وجود میں آئے ، اور جن کی آج بھی، کروڑہا مسلمان تقلید کرتے ہیں ، اس سلسله میں یه ضرور ملحوظ رہے که کسی مسئله کے متعلق ائمه مجتہدین یعنی امام ابوحنیفه، امام مالك، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی آراء کو معلوم و متعین کرنے کا اصل اور یقینی ذریعه وہ کتابیں ہیں جو ان آئمه کرام نے خود تالیف فرمائیں یا ان کے شاگردوں نے لکھ کر ان کی طرف منسوب فرمائیں ، مثلاً امام ابو حنیفه کی آراء کو جاننے کے لئے مستند مأخذ قاضی ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی کی تصنیفات ہیں ، امام مالك کی فقہی آراء کو معلوم کرنے کا قطعی ذریعه، موطا اور مدونه ہیں ، امام شافعی کی آراء جاننے کا ذریعه کتاب الام ہے اور امام احمد ابن حنبل کی فقہی آراء کو معلوم کرنے کا ماخذ مختصر الخرقی اور اس کی شروح ہیں اور پھر ہر مذہب کے علمائے متقدمین کی کتابیں ، متاخرین کی کتابوں سے زیادہ قابل اعتماد ہیں کیونکه متاخرین نے حالات سے متاثر ہوکر صاحب مذہب کی ترجمانی کا صحیح حق ادا نہیں کیا اور ایسی باتیں کہی ہیں جو مذہب کی بنیادی کتابوں کے خلاف ہیں لہذا بیان مذہب کے معامله میں متاخرین کی تحریروں پر اعتماد نہیں ہونا چاہئے ۔

مسئله مزارعت کے متعلق امام ابو حنیفه کی رائے معلوم کرنے کے لئے جب ہم ان کے شاگردوں قاضی ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی کی ان کتابوں

کی طرف رجوع کرتے ہیں جو آج مطبوعہ شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ امام ابو حنیفہ اس معاملے کو بنیادی طور پر ایک باطل اور ناجائز معاملہ قرار دیتے ہیں اور اس سے اس معاملے کی کسی شکل کو مستثنے نہیں کرتے، قاضی ابو یوسف اپنی مشہور کتاب، کتاب‌الخراج میں لکھتے ہیں :

کان ابو حنیفة رحمة الله ممن یکره ذالك کله فی الارض البیضاء و فی النخل و الشجر بالثلث و الربع و اقل و اکثر، ص ۸۸ ۔ الخراج لابی یوسف

امام ابو حنیفہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس کو ناجائز سمجھتے ہیں خالی زمین میں بھی اور باغات میں بھی تہائی پیداوار کے عوض اور چوتھائی اور اس سے کم و زیادہ کے عوض ۔

وجه آخر المزارعة بالثلث و الربع فقال ابو حنیفة فی هذا انه فاسد و علی المستاجر اجر مثلها، ص ۹۱

دوسری وجہ، مزارعت تہائی اور چوتھائی پر سو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ یہ فاسد ہے اور مستاجر پر اجر مثلی ہے ۔

اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاملہ بہر صورت امام ابوحنیفہ کے نزدیک فاسد ہے چنانچہ اگر کہیں دو مسلمانوں کے مابین یہ معاملہ ہوگیا ہو اور کاشتکار نے اس زمین میں کاشت کردی ہو تو اس معاملے کو ختم کیا جائے اور مالک زمین کاشتکار کو عام رواج کے مطابق اس کے کام کی اجرت ادا کرے، مثلاً اس نے دس دن کام کیا ہے اور اس کام کی اجرت عموماً ایک روپیہ یومیہ ہے تو مالک زمین پر دس روپے ادا کرنے لازم ہوں گے ۔

قاضی ابو یوسف اپنی دوسری کتاب جس کا نام ہے : ''اختلاف ابی حنیفہ و ابن ابی لیلیٰ'' میں لکھتے ہیں :

و اذا اعطی الرجل الرجل ارضا مزارعة بالنصف او الثلث او الربع، او اعطی نخلا او شجرا معاملة بالنصف او اقل من ذلك او اکثر فان ابا حنیفة کان یقول هذا کله باطل لانه استاجره بشئی مجهول و یقول ارایت لو لم یخرج من ذلك شیئی الیس کان عمله ذالك بغیر اجر۔ ص ۴۱، ۴۲۔ کتاب اختلاف ابی حنیفة و ابن ابی لیلیٰ۔

جب دے ایک شخص دوسرے کو زمین مزارعت پر بعوض آدھی یا تہائی یا چوتھائی پیداوار کے، یا کھجوروں وغیرہ کا باغ دے نصف یا اس سے کم یا زیادہ پر تو امام ابو حنیفہ نے ہمیشہ یہ فرمایا کہ یہ سب معاملہ باطل ہے، کیونکہ اس میں پہلا شخص دوسرے سے کام کراتا ہے مجہول اور غیر یقینی اجرت کے بدلے، اور فرمایا بتلائیے کہ اگر زمین اور باغ سے کچھ نہ نکلے (کسی مانع یا ارضی سماوی آفت کی وجہ سے) تو کیا اس کام کرنے والے کا کام بغیر اجرت کے نہ ہوکر رہ جائے گا اور اس کی محنت و مشقت بلا معاوضہ نہیں ہوجائے گی۔

واضح رہے کہ اس عبارت میں کان یقول ماضی استمراری کے جو الفاظ ہیں وہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ آخر دم تک بطلان مزارعت کے قائل رہے اور یہ کہ اس معاملے میں ابن ابی لیلیٰ سے ان کا اختلاف آخر وقت تک قائم رہا، لہذا کئی صدیاں گذرنے کے بعد جس نے یہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے وفات سے پہلے رجوع فرما لیا تھا بالکل غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو قاضی ابو یوسف کو ضرور اس کا علم ہوتا اور پھر وہ ان کی وفات کے بعد اپنی کتابوں میں ہرگز وہ نہ لکھتے جو اوپر نقل کیا گیا ہے جب کہ یہ بات خود ان کے مسلک کے بھی خلاف تھی کیونکہ وہ جواز مزارعت کے قائل تھے،

امام ابو حنیفہ کے دوسرے شاگرد رشید امام محمد الشیبانی نے اپنی موطا میں لکھا ہے:

و بهذا ناخذ لا بأس معاملة النخل على الشطر و الربع او مزارعة الارض البيضاء على الشطر و الثلث و الربع وكان ابو حنيفة يكره ذالك و يذكر ان ذالك هو المخابرة التى نهى عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۳۵۷ ـ الموطا للامام محمد

ہم اس سے یہ اخذ کرتے اور سمجھتے ہیں کہ تہائی و چوتھائی پر باغ کا معاملہ اور خالی زمین سے متعلق مزارعت کا معاملہ نصف، تہائی اور چوتھائی پر، کچھ حرج نہیں، اور امام ابو حنیفہ اس کو ناجائز سمجھتے اور کہتے تھے کہ یہ وہی مخابرت کا معاملہ ہے جس سے رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا ہے۔

جامع الصغیر میں لکھتے ہیں:

محمد عن يعقوب عن ابى حنيفة قال المزارعة فاسدة، فان سقى الارض و كربها ولم تخرج شيئا فله اجر مثله، ص ۱۴۸ ـ الجامع الصغير

امام محمد نے یعقوب (ابو یوسف) سے اور یعقوب نے ابو حنیفہ سے نقل کیا کہ مزارعت فاسد معاملہ ہے، پس اگر کاشتکار نے زمین سینچ اور جوت دی اور اس سے کچھ پیدا نہ ہوا تو اس کے لئے اجر مثل ہوگا۔

امام طحاوی نے اپنی کتاب المختصر میں لکھا ہے:

و لا بأس بالمزارعة على جزء من اجزاء مما تخرج فى قول ابى يوسف و محمد بن الحسن ولا يجوز ذالك فى قول ابى

اور پیداوار کے حصوں میں سے کسی حصے پر مزارعت میں حرج نہیں بقول قاضی ابو یوسف اور امام محمد کے، اور

حنیفة، ص ۱۴۴ - مختصر الطحاوی۔

یه جائز نهیں امام ابو حنیفه کے فرمانے کے مطابق ۔

فقه حنفی کے مشهور متن مختصر القدوری کی عبارت حسب ذیل هے :

قال ابو حنیفة المزارعة بالثلث و الربع باطلة۔
ص - ۱۵۸ - قدوری۔

فرمایا ابو حنیفه رحمت الله نے مزارعت تهائی و چوتهائی پر باطل هے ۔

فقه حنفی کے ایک اور متن المختار کی عبارت اس بارے میں یه هے :

المزارعة هی جائزة عند ابی یوسف و محمد و عند ابی حنیفة هی فاسدة
ص ۱۳۷ - ج ۲

مزارعت وه جائز هے ابویوسف اور محمد کے نزدیک اور فاسد هے امام ابو حنیفه کے نزدیک ۔

اس بارے میں المبسوط للسرخسی کی عبارت یه هے :

ان المزارعة و المعاملة فاسدتان فی قول ابی حنیفة و زفر، و فی قول ابی یوسف و محمد هما جائزتان۔
ص ۱۷ - ج ۲۳

مزارعت اور مساقاة فاسد هیں ابوحنیفه اور زفر کے قول کے مطابق اور ابو یوسف اور محمد کے قول میں وه دونوں جائز هیں ۔

فقه حنفی کی مشهور کتاب بدائع الصنائع میں علامه کاسانی لکھتے هیں :

و اما شرعیة المزارعة فقد اختلف فیها، قال ابو حنیفة علیه الرحمة انها غیر مشروعة وبه اخذ الشافعی و قال ابو یوسف و محمد رحمهما الله انها مشروعة
ص ۱۷۵ - ج ۶ - بدائع الصنائع۔

لیکن مزارعت کی شرعی حیثیت پس اس میں اختلاف هے امام ابو حنیفه نے فرمایا وه غیر مشروع یعنی شرعاً جائز نهیں، اور امام شافعی نے بهی اسی کو لیا، اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا که وه مشروع هے ۔

اسی طرح قدوری، کنزالدقائق، وقایه، نیز هدایه کی جتنی شروح هیں

اسی طرح الدرالمختار اور اس کی شرح ردالمحتار وغیرہ سب میں یہی لکھا ہے کہ مزارعت امام ابو حنیفہ کے نزدیک باطل و فاسد اور امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک جائز اور صحیح ہے۔ لہذا اگر الحاوی القدسی نامی کتاب جس کے مصنف جمال الدین احمد بن محمد کی وفات چھٹی صدی کے آخر میں ہوئی ہے، میں یہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ مزارعت کے بطلان کے قائل نہ تھے تو یہ صحیح اور قابل قبول نہیں کیونکہ قاضی ابو یوسف سے زیادہ اس بات کا دوسرے کسی کو علم نہیں ہوسکتا حالانکہ ان کی کتاب اختلاف ابی حنیفہ و ابن ابی لیلی میں صاف لکھا ہے:

فان ابا حنیفة رضی الله عنه کان یقول هذا کله باطل ـ

بلاشک ابو حنیفہ رح یہ فرماتے رہے کہ مزارعت و مساقات سب باطل معاملے ہیں ـ

امام ابو حنیفہ کی طرح امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے کہ مزارعت و مخابرت باطل اور ناجائز ہے، ذیل میں چند کتابوں کی عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جن سے اس کا اظہار ہوتا ہے:

فاما الرجل الذی یعطی ارضه البیضاء بالثلث و الربع مما یخرج منها، فهذا مکروه ای حرام، کما فسره الزرقانی شارح الموطا، ص ۳۰۹ موطا مالك ـ

چنانچہ جو شخص اپنی خالی زمین اس کی پیداوار کی تہائی چوتھائی پر دیتا ہے یہ مکروہ ہے، یعنی حرام ہے، علامہ زرقانی نے مکروہ کی تفسیر حرام سے کی ہے ـ

سئل مالك عن رجل اکری مزرعته بمائة صاع من تمر او مما یخرج منها من الحنطة او من غیرها یخرج منها فکره ذالك، ای کراهة منع، شرحه الزرقانی

امام مالک سے پوچھا گیا ایک شخص کے اس معاملے کے متعلق کہ وہ اپنا کھیت ایک سو صاع چھوہاروں یا زمین کی پیداوار گیہوں وغیرہ کے

ص ۲۹۷ - باب كراء الارض - الموطا لامام مالك

عوض استعمال کے لئے دیتا ہے تو آپ نے اس کو مکروہ بتلایا یعنی ممنوع بتلایا۔

قلت ارايت ان اكريت ارضا من رجل يزرعها قطنيا او بقلا او قمحا او شعيرا او قطنية فما اخرج الله منها من شيئ فذالك بيني و بينه نصفين ايجوز هذا ام لا ؟ قال مالك ان ذالك لايجوز ص ۴۷۲ ، ۴۷۳ - ج ۳ المدونة الكبرى

میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر میں زمین کا معاملہ کسی شخص سے اس طرح کروں کہ وہ اس میں سبزیاں ترکاریاں یا گندم، جو یا کپاس کی کاشت کرے پھر اس سے جو پیدا ہو وہ میرے اور اس کے درمیان نصف نصف تقسیم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں، امام مالک نے جواب دیا یہ جائز نہیں۔

اما حجته على منع كرائها مما تنبت فهو ما ورد من نهيه صلى الله عليه وسلم عن المخابرة قالوا هى كراء الارض بما يخرج منها و هذا قول مالك و كل اصحابه ص ۲۱۰ - ج ۲ - بداية المجتهد لابن رشد -

اس کی دلیل کہ زمین کو اس کی پیداوار کے ایک حصہ پر دینا منع ہے وہ حدیث ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرت سے منع فرمایا ہے علماء نے کہا ہے کہ مخابرہ زمین کو اس کی پیداوار کے ایک حصہ کے عوض کرائے پر دینے کا نام ہے، اور یہ قول امام مالک اور ان کے تمام ساتھیوں کا ہے۔

آخری جملے کا مطلب یہ کہ امام مالک اور ان کے شاگرد مزارعت و مخابرت کی ممانعت پر متفق ہیں اور بعد کے تمام مالکی فقہاء و علماء کا بھی اس

پر اتفاق ہے، مطلب یہ کہ جس طرح امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے مابین مزارعت کے جواز و عدم جواز کے مسئلہ میں اختلاف ہے یا امام شافعی اور ان کے مقلد متاخرین فقہاء شافعیہ کے درمیان اختلاف ہے اس طرح مالکی علماء کے مابین اختلاف نہیں بلکہ سب کے سب اس کی ممانعت پر متحد و متفق ہیں، بلکہ یہ چیز یہاں تک ہے کہ فقہ مالکی کی کتابوں میں مزارعت و مخابرت کا باب ہی نہیں، ان میں اس مسئلہ پر جو بحث ہے وہ کراء الارض کے باب میں ضمناً ہے، آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ مدونہ الکبری کے مصنف عبدالسلام بن سعید جو سحنون کے نام سے مشہور ہیں مزارعت کے متعلق اتنا سخت رویہ رکھتے تھے کہ مزارعت کے ذریعے حاصل شدہ غلے کے متعلق ان کا یہ کہنا تھا کہ اس کا کھانا ناجائز اس کا خریدنا اور فروخت کرنا ناجائز۔

مزارعت کے متعلق امام مالک کی رائے معلوم ہوجانے کے بعد اب آئیے یہ دیکھیں کہ امام شافعی اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، ذیل میں کتاب الام کی وہ عبارت ملاحظہ فرمائیے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک مساقات جائز و حلال اور مزارعت ناجائز اور حرام ہے:

قال الشافعی: و اذا دفع الرجل الی الرجل النخل او العنب یعمل فیه علی ان للعامل نصف الثمرة او ثلثها او ماتشارطا علیه من جزء منها فهذه المساقاة الحلال التی عامل علیها رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل خیبر، و اذا دفع الرجل الی الرجل ارضا بیضاء علی ان یزرعها المدفوعة الیه فما اخرج الله منها من شیئ فله منه جزء من الاجزاء

فرمایا امام شافعی نے جب ایک شخص دوسرے شخص کو کھجور یا انگور کا باغ دیتا ہے کہ وہ اس میں کام کرے اور کام کے بدلے اس کو آدھا یا تہائی یا حصے کے جس تناسب پر معاملہ طے پایا ہو اتنا پھل ملے گا تو اس کا نام مساقات ہے اور یہ حلال ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے اہل خیبر سے یہ معاملہ کیا تھا، اور جب ایک شخص

فهذه المحاقلة و المخابرة و المزارعة التي نهي عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاحللنا المعاملة في النخل خبرا عن رسول الله و حرمنا المعاملة في الأرض البيضاء خبرا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۱۰۱ و ۱۰۲ ج ۷ -	دوسرے کو خالی زمین دیتا ہے کہ وہ اس میں کاشت کرے اور اس سے جو پیدا ہوگا اس میں سے ایک حصہ اس کو ملے گا، پس یہ معاملہ، محاقلت، مخابرت اور مزارعت ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، چنانچہ ہم نے باغ کے معاملہ کو حلال قرار دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے اور ہم نے خالی زمین کے معاملہ یعنی مزارعت و مخابرت کو حرام قرار دیا وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے۔

مزارعت و مخابرت کے عدم جواز سے متعلق فقہ شافعی کے چند مستند متنوں کی عبارتیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

ولا تصح المخابرة ، وهي عمل الارض ببعض ما يخرج منها و البذر من العامل ولا المزارعة و هي هذا المعاملة و البذر من المالك، ص ۵۰، منهاج الطالبين ۔	اور نہیں صحیح مخابرۃ اور وہ ہے زمین میں کام کرنا بعوض اس کی بعض پیداوار کے جب کہ تخم کام کرنے والے کی طرف سے ہو، اسی طرح مزارعت بھی صحیح نہیں اور وہ بھی معاملہ ہے جب کہ بیج مالک زمین کی طرف سے ہو۔
ولا تصح مخابرة ولو تبعا وهي	اور مخابرت صحیح نہیں اگرچہ تبعاً

معاسلة على الارض ببعض ما يخرج منها و البذر من العامل ولا مزارعة و هي كذالك و البذر من المالك، ص ٦٢، منهج الطلاب على هامش المنهاج ۔	ھی کیوں نہ ہو، اور وہ ہے زمین پر معاملہ زمین کی بعض پیداوار کے عوض جب کہ بیج عامل کی طرف سے ہو، اور مزارعت بھی صحیح نہیں اور وہ یہی معاملہ ہے جب کہ بیج مالک زمین کی طرف سے ہو۔
العمل في الارض ببعض ما يخرج منها ان كان البذر من المالك سمي مزارعة او من العامل سمي مخابرة و هما باطلتان، ص ٤٧ ج ٢ عمدة السالك مع شرح فيض الاله المالك۔	زمین میں کام کرنا بعض پیداوار کے عوض، یہ اگر بیج مالک کی طرف سے ہو تو اس کا نام مزارعت اور بیج کاشتکار کی طرف سے ہو تو اس کا نام مخابرة ہے اور دونوں باطل ہیں۔

ــ نوٹ ــ

جولائی کے پرچے میں ایک مضمون بعنوان ”قمری مہینے اور فلکیاتی حساب،، نذر ناظرین کیا گیا تھا اور دعوت دی گئی تھی کہ اہل علم اس مسئلے پر اپنے نتائج فکر پیش کریں تاکہ موضوع زیر بحث کے تمام گوشے منقح ہوکر سامنے آجائیں اور کسی صحیح نتیجے تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ حسن اتفاق کہ اسی دوران ایک اور مضمون ہمیں موصول ہوا جو اس شمارے کی زینت ہے۔ یہ اس سلسلے کی دوسری کڑی ہے۔ اس مضمون میں مسئلے کے بعض اہم پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے اور بعض غور طلب نکات کو چھیڑا گیا ہے۔ بحث کا دروازہ ہنوز کھلا ہوا ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے